الیکشن 2008ء

سندھ بھر سے متحدہ قومی موومنٹ کے حق پرست امیدواروں کے ناموں کا اعلان

کراچی اور سندھ کے دیگر 19 شہروں میں ایم کیوایم کے جنرل ورکرز اجلاس سے

قائد تحریک جناب الطاف حسین کے خطاب کا مکمل متن

بروز جمعہ 7، دسمبر 2007ء

آج 7، دسمبر ہے اور آج سے ٹھیک ایک ماہ ایک دن بعد ملک میں عام انتخابات ہونے والے ہیں۔ پاکستان کی تاریخ میں گزشتہ پارلیمانی دور میں بڑے نشیب وفراز کا سامنا کرنا پڑا۔ بسا اوقات یہ خیال آتا تھا کہ شائد یہ دور بھی ماضی کی طرح اپنی مدت پوری نہ کر سکے لیکن مختلف امتحانات سے گزر کر پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ گزشتہ پارلیمانی دور نے اپنی پانچ سالہ مدت پوری کی اور وعدے کے مطابق، آئین کے تقاضوں کے مطابق مقررہ وقت پر الیکشن کا انعقاد بھی ہورہا ہے کیونکہ یہ پانچ سالہ دور بڑا پرآشوب دور رہا ہے اور طرح طرح کی باتیں سامنے آتی رہیں ہیں۔ کبھی عدالت کا مسئلہ آیا، کبھی وکلاء کی ہڑتال، کبھی صحافیوں پر تشدد، اس کے ردعمل میں صحافیوں کا احتجاج سامنے آیا۔ پھر ملک کی دو بڑی پارٹیوں کے سربراہ ملک سے باہر اور اس پر طرح طرح کے تبصرے، طرح طرح کی باتیں اور بہت ساری ایسی گھتیاں، ایسے سوالات، ایسے شکوک وشبہات والے معاملات کہ جس کے بارے میں کوئی حتمی رائے قائم کرنا خاصا مشکل تھا۔ اسی دوران قبائلی علاقہ جات میں طالبانائزیشن کا دور دورہ، انکا کنٹرول پھر جرگہ سسٹم کے تحت بات چیت، افغانستان سے بار بار نوک جھوک چلتی رہی، پھر معاملہ سوات تک آپہنچا۔ اسی دوران بلوچستان کی صورتحال بھی انتہائی کشیدہ رہی، محترم اکبر بگٹی صاحب کی شہادت ہوئی اور اب اطلاع ملی ہے کہ مری کے صاحبزادے بالاچ مری بھی شائد ہلاک ہوگئے ہیں اور بلوچستان کے حقوق کی جدوجہد کرنے والوں کی نظر میں وہ شہید ہوگئے ہیں۔ اسی دوران ایک نیا سلسلہ خودکش حملوں کا سامنے آیا جو تواتر کے ساتھ جاری ہے۔ بہرحال پارلیمنٹ کے پانچ سال مکمل ہوئے اب الیکشن ہورہے ہیں لیکن ابھی تک سیاسی و مذہبی جماعتوں کی جانب سے کوئی واضح صورتحال سامنے نہیں آرہی ہے۔ کچھ کہہ رہے ہیں کہ انتخابات میں حصہ لیا جائے، کچھ کہہ رہے ہیں کہ انتخابات کا بائیکاٹ کیا جائے۔ دیکھئے آگے چل کر کیا ہوتا ہے۔ پہلے ایک چارٹر آف ڈیموکریسی (میثاق جمہوریت) کا معاہدہ ہوا پھر وہ غیر اعلانیہ طور پر ٹوٹا، پھر اے پی ڈی ایم بنی اس میں بھی تضادات رواں دواں ہیں۔ پھر عدلیہ کا، ججز کا معاملہ آیا، ہڑتالیں، مظاہرے ہوئے اور اسی میں سانحہ 12 مئی کا واقعہ بھی آیا جس میں درجنوں لوگ شہید وزخمی ہوئے لیکن حسب روایت اور حسب معمول بغیر ثبوت وشواہد کے اس کا سارا کا سارا الزام ایک منصوبہ بندی کے تحت ایم کیوایم کے سرتھوپ دیا گیا جبکہ ہمارے پاس مختلف ٹیلی ویژن کی فوٹیج موجود ہیں جس کے اندر آپ خود دیکھ سکتے ہیں کہ گولیاں کہاں سے چل رہی تھیں، کون چلا رہا تھا۔ یہ جانے بوجھے بغیر بناء کسی ثبوت کے اس کا سارا الزام ایم کیوایم کے سرتھوپ دیا گیا جبکہ اس روز ایم کیوایم کے 14 ساتھی شہید ہوئے۔ اس دن ایم کیوایم کے تمام کارکنان وہمدرد اپنی ماں بہن، بیٹیوں، بیویوں، بچوں، بچیوں کے ساتھ حتیٰ کہ معصوم بچوں کے ساتھ اس ریلی میں شریک تھے۔ اس بات کو بالائے طاق رکھ کر اس کا سارا الزام ایم کیوایم کے سرتھوپ دیا گیا۔ یہ بدقسمتی سے ہمارے ملک کے سیاسی کلچر کا حصہ رہا ہے کہ جس کی پتلی گردن نظر آئے، جو کمزور نظر آئے سارا الزام اس کے سرتھوپ دیا جائے۔ نجانے کیا کیا نام دیئے گئے Terrorist Organisation، فاشسٹ آرگنائزیشن، مافیا ٹائپ آرگنائزیشن اور نجانے کیا کیا الزامات دیئے گئے۔ ایم کیوایم 1987ء سے بلدیاتی انتخابات اور 1988ء سے 1990، 1993، 1997ء اور 2002ء کے تمام عام انتخابات میں جمہوری انداز میں حصہ لیتی رہی اور ملک میں تیسری بڑی سیاسی جماعت کی حیثیت سے اپنی حیثیت کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اس میں الحمدللہ اضافہ ہی ہوتا رہا۔ بہت سے لوگ سوال کرتے ہیں کہ آپ تیسری بڑی جماعت خود کو کس طرح کہتے ہیں۔ آپ سے زیادہ نشستیں فلاں فلاں گروپ نے بھی لی تھیں۔ تو وہ گروپ ایک سے زیادہ جماعتوں پر مشتمل تھا، دو، تین، چار اور زیادہ جماعتوں پر مشتمل تھا۔ کوئی ایک واحد جماعت بتایئے جو تھی یا ہے جس نے اپنی جماعت کی واحد حیثیت سے تیسری پوزیشن حاصل کی؟ بدقسمتی سے گزشتہ 60 برسوں سے جو جاگیردارانہ، وڈیرانہ، سرمایہ دارانہ کلچر ملک پر مسلط ہے۔ یہ کلچر مغرب اور امریکہ کو بھی سوٹ کرتا ہے۔ لہٰذا مغربی ممالک اور امریکہ 87ء سے آج کے دن تک ایم کیوایم کے حوالے سے جتنی رپورٹیں امریکہ کی ویب سائٹ پر ہیں کہیں بھی ایم کیوایم کے لئے کوئی نیک لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ ایسے الفاظ استعمال کئے جو اچھے معنوں میں ہرگز نہیں بلکہ انتہائی برے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایم کیوایم نے جو ملک کے اسٹیٹس کو، جو جاگیرداروں، جرنیلوں کی، بے تحاشہ سرمایہ رکھنے والے سرمایہ داروں کی، سرداروں، وڈیروں کی حکومت رہے اور ملک کے 98 فیصد عوام ان کے ماتحت رہیں، غلامی کی زندگی یا ان کے رحم وکرم پر رہ کر زندگی گزاریں اور ان 98 فیصد افراد میں اتنی ہمت وجرات پیدا ہو ہی نہ سکے کہ یہ اپنے اوپر ڈھائے جانے والے مظالم کے خلاف آواز احتجاج بلند کرسکیں۔ ان بے زبان، کمزور، مفلوک الحال، جاگیرداروں، وڈیروں اور سرداروں کے ظلم کے ستائے ہوئے 98 فیصد عوام کے حقوق کیلئے جب متحدہ قومی موومنٹ نے آواز حق بلند کی تو ظاہر ہے کہ نہ تو پاکستان کی اسٹیبلشمنٹ کو یہ بات پسند آئی اور پاکستان کی اسٹیبلشمنٹ کی ڈوریاں جو جو ممالک ہلاتے ہیں جن میں سرفہرست

امریکہ ہے اس کو بھی ایم کیو ایم کا یہ عمل پسند نہیں آیا۔ اسی وجہ سے ملک کا خزانہ جس نے لوٹا اسکے لئے تو امریکہ نے وکالت کی، جس نے اپنے دور حکومت ماورائے عدالت قتل کئے امریکہ نے اس کے لئے تو وکالت کی لیکن جس کے 15 ہزار کارکنان اس راہ حق کی جدوجہد میں کسی عدالت کے سامنے پیش کئے بغیر شہید کردیئے گئے، انہیں بیدردی سے قتل کردیا گیا اس کے باوجود امریکہ کی ویب سائٹ پر موجود رپورٹوں میں ایم کیو ایم کے لئے کوئی اچھے نام استعمال نہیں کئے جاتے۔ وڈیروں، جاگیرداروں، سرداروں کی اپنی اپنی جیلیں ہیں جہاں لوہے کی زنجیروں سے غریبوں کو باندھ کر برسوں تک قید رکھا جاتا ہے۔ امریکہ کو سیٹلائٹ کے ذریعے ہر چیز نظر آجاتی ہے لیکن امریکہ یا مغربی ممالک کو ان جاگیرداروں کی نجی جیلیں اور ان میں رسیوں سے بندھے ہوئے لوگ نظر نہیں آتے۔ سونے پہ سہاگہ یہ کہ ٹیلی ویژن دیکھو تو بڑے بڑے سیاسی تجزیہ نگار، کالم نویس، تاریخ داں اور سیاسی مبصرین کہتے ہیں کہ یہ امریکہ ہوتا کون ہے جو ہمیں ڈکٹیشن دیتا ہے؟ یہ ویسٹ کون ہے جو ہمیں ڈکٹیشن دیتا ہے؟ اور یہ تبصرہ کرنے والوں کا جب اپنا ذاتی مسئلہ آتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھنے کے بجائے یہ خود امریکہ کی طرف دیکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر بے نظیر بھٹو صاحبہ اور نواز شریف صاحب ملک سے باہر تھے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف دیکھ رہے تھے یا ہر وقت ان کی نگاہیں امریکہ کی طرف لگی ہوتی تھیں؟ صدر پرویز مشرف صاحب جب جنرل تھے تو ان پر الزام لگایا جاتا تھا کہ یہ تو امریکہ کے سامنے لیٹ گئے ہیں۔ لیکن جو بڑے لیڈر جو بار بار وزارت عظمیٰ کے منصب پر بیٹھے ان میں سے کون ہے جو امریکہ کے آگے نہیں لیٹا؟ ایسا کیوں ہے؟ اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ الطاف حسین اور دیگر سیاسی و مذہبی رہنماؤں میں فرق ہے۔ آپ میں سے بہت سے لوگ دو چار روپے جمع کر کے یہ سوچتے ہیں کہ کرائے کے مکان سے بہتر اپنا گھر ہے لہٰذا اپنا گھر خریدا جائے لیکن جب آپ رقم دیکھتے ہیں تو آپ کو معلوم ہوتا ہے کہ جو رقم آپ کے پاس ہے اس سے آپ مکان نہیں خرید سکتے تو آپ کسی فنانس کارپوریشن یا کسی بنک سے قرضہ لیکر قسط وار اسے ادا کرتے رہیں گے کم از کم مکان تو اپنا ہوجائے گا۔ اس طرح آپ مکان لے لیتے ہیں تو جب بھی آپ کسی کو اپنے مکان کے بارے میں بتاتے ہیں تو کیا یہ کہتے ہیں کہ یہ مکان آدھا ہمارا ہے آدھا ہمارا نہیں ہے۔ یہی کچھ پاکستان کا سلسلہ ہے، ہم پاکستان کو آزاد تو کہتے ہیں لیکن ہم یہ نہیں کہتے کہ پاکستان آدھا تو آزاد ہے لیکن آدھا کرائے کا ہے۔ پاکستان پر ورلڈ بنک، آئی ایم ایف، جاپان، فرانس اور برطانیہ کا قرضہ ہے جبکہ مختلف ممالک کی جانب سے پاکستان کو دی جانے والی امداد الگ ہے۔ جب آپ کا ملک اپنا نہیں ہے تو جس جس سے آپ نے قرضہ لیا ہوا ہے ان کی شرائط تو ماننی ہوگی، ڈکٹیشن تو لینا ہوگا۔ یہ لوجیکل، اصولی اور منطقی بات ہے۔ اگر ہم ایک آزاد اور مکمل خود مختار قوم بننا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنا طرز زندگی کم کرنا ہوگا، کرپشن سے توبہ کرنی ہوگی، سست روی اور فرض سے غفلت کو ترک کرنا ہوگا، ملک کے تمام عوام کو جس میں صرف مزدور، کسان ہاری اور مڈل کلاس کے ہی افراد نہ ہوں بلکہ وڈیرہ بھی ہو، سردار بھی ہو، جاگیردار بھی ہو سب کو دل لگا کر جانفشانی سے محنت کرنی ہوگی اور اپنا طرز زندگی میں جتنی بھی اضافی چیزیں ہیں انہیں فروخت کر کے صنعت لگا کر روزگار پیدا کرنا ہونگے، ایسی چیزیں بنائیں جنہیں آپ برآمد کر کے زرمبادلہ حاصل کریں اور زرمبادلہ سرکاری خزانے میں اتنا ہو کہ وہ تمام ممالک کا قرضہ اتار کر کہے کہ اب ہم نے ایک ایک پائی کا قرضہ اتار دیا ہے اب یہ ملک ہمارا ہے، آزاد ہے اور مکمل خود مختار ہے۔ کٹھ پتلی کا تماشہ سب نے بچپن میں دیکھا ہوگا۔ اس میں صرف کردار نظر آتے ہیں لیکن ان کرداروں کو ڈوریوں کے ذریعے حرکت دینے والی انگلیاں دکھائی نہیں دیتیں۔ تمام جماعتیں ایک فرد پر الزام عائد کررہی ہیں کہ جنرل پرویز مشرف امریکہ کے آگے لیٹ گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ جتنے بھی اسلامی ممالک ہیں ان کی ڈوریاں کہاں سے ہلتی ہیں اور اگر بے نظیر بھٹو یا نواز شریف کو اپنی کلیئرنس کیلئے سفارش کروانے کی ضرورت پیش آئے تو وہ کہاں سے کرواتے ہیں؟ پھر کسی ایک فرد پر الزام لگانا درست بات نہیں ہوگی۔ آپ کسی بھی ٹی وی پر سیاسی تجزیہ، بحث ومباحثہ میں بڑے بڑے لوگوں کو بیٹھے دیکھتے ہونگے۔ وہ نجانے کیا کیا بقراطیت اور لفاظی کرتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ امریکہ ہمارے ہاں مداخلت کیوں کررہا ہے۔ اگر امریکہ مداخلت نہیں کرے گا تو کیا نیپال یا سری لنکا مداخلت کریں گے۔ یہ حضرات کہتے رہتے ہیں کہ امریکہ یہ کررہا ہے، امریکہ وہ کررہا ہے۔ ہمیں ڈکٹیشن دے رہا ہے اگر امریکہ ڈکٹیشن نہیں دے گا تو کیا نیپال، سری لنکا، موزمبیق اور تنزانیہ کیا یہ پاکستان کو ڈکٹیٹ کریں گے؟ امریکہ سے لے رہے ہو، امریکہ سے کھا رہے ہو، ایف 16 کی ضرورت ہو تو امریکہ کے پاس جاتے ہو اور دہشت گردی کے خلاف مہم چلانی ہو تو پیسہ کیلئے کہاں جاتے ہیں؟ دہشت گردی کے خلاف مہم کیلئے پاکستان کو 10 بلین ڈالر کس نے دیئے؟ جو دس بلین ڈالر دے گا تو وہ حساب کتاب بھی ضرور مانگے گا۔ قابل غور بات یہ بھی ہے کہ زہر سب کیلئے نقصان دہ ہوتا ہے۔ 1999ء میں جب جنرل پرویز مشرف صاحب نے اقتدار سنبھالا تو چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری سمیت دیگر ججوں سے پی سی او کے تحت حلف لیا گیا۔ اس لئے کہ یہ حلف دینے کیلئے راضی تھے اور جن ججوں نے پی سی او کے تحت حلف نہیں لیا جن میں سعید الزماں صدیقی صاحب، ناصر اسلم زاہد صاحب اور دیگر جج صاحبان شامل تھے ان کی چھٹی کردی گئی۔ اگر فرض کیا جائے کہ پی سی او کا اطلاق غلط تھا، جج سے حلف سے غلط طور پر لیا گیا تو اس وقت تمام سیاسی و مذہبی جماعتیں اور پوری وکلاء برادری عدلیہ کی آزادی کیلئے میدان عمل میں کیوں نہ آئیں؟ کتنی سیاسی و مذہبی جماعتوں نے یہ کہا کہ یہ حلف غلط ہے اور ہم اسے نہیں مانتے اور احتجاجی تحریکیں چلاتے ہیں؟ اور اب جب دوبارہ 3، نومبر 2007ء کو پی سی او کے تحت حلف لیا گیا تو یہی سیاسی و مذہبی جماعتیں اور وکلاء برادری کی انجمنیں میدان میں آکر یہ مطالبہ کرنے لگیں کہ 3، نومبر والی پوزیشن واپس لاؤ۔ کسی نے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ 1999ء والی پوزیشن واپس لاؤ۔ یہ باتیں آج کے دور میں الطاف حسین کے علاوہ کم از کم پاکستان میں کوئی نہیں بتاسکتا۔ بے نظیر بھٹو صاحبہ 8 سال باہر رہیں تو کیا انہیں الطاف حسین اور ایم کیو ایم نے باہر بھیجا تھا؟ وہ اپنی مرضی سے گئی تھیں۔ نواز شریف جیل میں تھے تو ان

کوالطاف حسین یا ایم کیوایم نے باہر بھیجا تھا یا وہ باقاعدہ معاہدہ کر کے گئے تھے؟ اور یہ قومی لیڈر قوم سے مستقل 8 سال تک جھوٹ بولتے رہے کہ میں نے کوئی معاہدہ نہیں کیا، قسمیں کھاتے رہے بعد میں کہنے لگے کہ میں نے دس سال کا نہیں بلکہ پانچ سال کا معاہدہ کیا تھا۔ کیا صدر اور پاکستانی افواج کی مرضی کے بغیر بے نظیر بھٹو یا نواز شریف پاکستان آ سکتے تھے؟ پھر یہ جماعتیں کہنے لگیں جنرل پرویز مشرف جب تک وردی نہیں اتاریں گے وہ الیکشن میں حصہ نہیں لیں گی، جب تک ایمرجنسی ختم نہیں ہوگی وہ الیکشن میں حصہ نہیں لیں گی، جب تک وقت پر الیکشن نہیں کرائے جاتے وہ الیکشن میں حصہ نہیں لیں گی۔ اب صدر پرویز مشرف صاحب نے اپنا جنرل کا عہدہ چھوڑ دیا، وردی بھی اتار دی، 16، دسمبر کو ایمرجنسی ختم کرنے کا اعلان کر دیا اور 8، جنوری کو الیکشن کرانے کا اعلان بھی کر دیا تو اب یہ جماعتیں پھر نئے نئے نعرے لا رہی ہیں کہ 3، نومبر والی پوزیشن واپس لاؤ۔ اگر زہر 3، نومبر والا تھا تو یہ زہر 1999ء والا بھی تھا وہاں سے مطالبہ کیوں نہیں کیا جاتا؟ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ الیکشن ہو رہے ہیں، تمام جماعتیں الیکشن میں حصہ لیں اسی طرح آہستہ آہستہ جمہوریت کی گاڑی، جمہوری عمل آگے بڑھے گا اور بار بار کے جمہوری عمل سے ایک وقت آئے گا جب لوگوں میں شعور آئے گا تو باقاعدہ ملک میں صحیح جمہوریت بھی نافذ ہو جائے گی۔ لہٰذا الیکشن میں سب کو حصہ لینا چاہئے۔ آج بھی ایمرجنسی کی باتیں کی جا رہی ہیں۔ آئین نعوذ باللہ کوئی صحیفہ نہیں ہوتا۔ آئین کو انسان بنایا کرتے ہیں، حالات اور وقت کے ساتھ ساتھ اس میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو اور ملک کی تمام سیاسی جماعتوں نے 1973ء کا آئین بنایا تھا تو کیا ذوالفقار علی بھٹو، سویلین چیف مارشل لاء ایڈمنسٹر اس آئین کے تحت بنے تھے؟ کیا ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے آئین میں تبدیلیاں نہیں کی تھیں؟ کیا انہوں نے ایمرجنسی نافذ نہیں کی تھی؟ پاکستان کو بنے ہوئے 60 برس ہو گئے ان برسوں میں جنہوں نے کرپشن کے نام پر لوٹ مار کی یا قرضوں کے نام پر اربوں کھربوں روپے سرکاری خزانے سے لیکر معاف کرا لئے۔ سوال یہ ہے کہ پاکستان کی 60 سالہ تاریخ میں ان بڑے لٹیرے، ڈاکوؤں میں سے کسی کو سزا ہوئی؟ اگر ان بڑے لٹیرے، ڈاکوؤں کو سزا نہیں ہوئی تو پھر ملک کی تمام جیلوں کو ختم کر کے تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا جائے۔ کیا جیلیں چھوٹے ڈاکوؤں، چوروں اور چھوٹے جرائم کرنے والوں کیلئے ہی ہیں؟ دولتمندوں کیلئے کیا کوئی سزا نہیں ہے۔ ایم کیوایم کو دہشت گرد اسی لئے کہا جاتا ہے کہ قومی دولت لوٹنے والے جب رات کو سوتے ہیں تو انہیں خواب میں دکھائی دیتا ہے کہ ایم کیوایم کا اقتدار آ گیا۔ جب ایم کیوایم کا اقتدار آئے گا تو ملک کی دولت، سرکاری خزانہ لوٹنے اور اربوں کھربوں روپے کے قرضے لیکر معاف کرانے والے جتنے بھی ہیں، ان سب کو قانون کے مطابق سزائیں دی جائیں گی۔ میں فرد واحد یا کسی چند افراد پر تنقید نہیں کر رہا۔ بے نظیر بھٹو یا نواز شریف کی مثال دینا مجبوری تھی اس لئے دی ورنہ ان کی مثالیں بھی نہیں دیتا۔ میں دیگر سیاستدانوں کا نام نہیں لونگا لیکن پاکستان کے جتنے بھی الیکٹرانک یا پرنٹ میڈیا ہے وہ ایم کیوایم کو پاکستان کی تیسری بڑی جماعت کی حیثیت سے اپنے اخبارات اور ٹی وی پر جگہ نہیں دیتے۔ یہ کسی پر تنقید نہیں ہے بلکہ میرا شکوہ ہے۔ کروڑوں لوگ ایم کیوایم کے حامی ہیں، ایم کیوایم کروڑوں لوگوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ آج ایم کیوایم کے سندھ بھر میں 19 زون ہیں لیکن انشاء اللہ وہ وقت بھی آئے گا جب پورے ملک میں ایم کیوایم کے 19، ہزار زون ہونگے۔ میں تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں سے یہ مؤدبانہ درخواست کرتا ہوں کہ ماضی کو بھول کر معافی کے جذبات دلوں میں پیدا کر کے دلوں کو صاف کر کے ایک دوسرے کا احترام کر کے سب مل کے ملک کی خدمت کرنے اور ملک کو بیرونی قرضوں سے نجات دلانے، اپنے پیروں پر کھڑا کرنے، معاشی و تعلیمی طور پر، فنی اعتبار سے، کمپیوٹر ٹیکنالوجی کی فیلڈ سمیت ہر فیلڈ میں ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑا کرنے کیلئے مل جل کر کوششیں کریں، ایک دوسرے کو برداشت کریں، ایک دوسرے کے وجود کو تسلیم کریں، دھونس دھمکی، دھاندلی کا رویہ ختم کریں، بے ایمانی اور دھوکہ بازی سے توبہ کریں اور سب پاکستان کی تعمیر و ترقی اور استحکام کیلئے مل جل کر جدوجہد کریں۔ اس سلسلے میں پہل کرتا ہوں کہ اگر پاکستان کی کسی سیاسی و مذہبی جماعت کو ایم کیوایم سے کبھی بالواسطہ یا بلاواسطہ تکلیف پہنچی ہے تو میں ایم کیوایم کی طرف سے ان جماعتوں سے معافی کا طلبگار ہوں۔ میں نے ملک کی خاطر، ملک کی بقاء و سلامتی کی خاطر پہل کر دی ہے کیونکہ پاکستان کی صورتحال انتہائی نازک ہے، ملک شدید خطرے میں ہے، یہ صرف الطاف حسین یا ایم کیوایم کا فرض نہیں ہے بلکہ سب کا فرض ہے کہ سب مل کے ملک کو بچائیں۔ تمام سیاسی و مذہبی جماعتیں متحد ہو کر ملک کو نازک صورتحال سے نکالیں۔ سیاسی اختلافات اپنی جگہ، سیاسی منشور میں اختلافات اپنی جگہ لیکن ملک کو بچانے اور اس کی حفاظت کرنے کیلئے ہم سب کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار بننا ہوگا۔ ہم ایک مرتبہ تو ثابت کریں کہ ہم کسی بھی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں لیکن ملک کے نام پر ہم ایک ہیں پھر کسی کی ہمت نہیں ہوگی کہ وہ پاکستان کی طرف ٹیڑھی نگاہ ڈالنے کی جرات کر سکے۔ پوری قوم، تمام جماعتیں ایک اجتماع کریں کہ ہم سب متحد ہیں اور کوئی چھوٹی بڑی طاقت پاکستان پر غلط نگاہ ڈالتی ہے تو ہم سب اپنی سیاسی وابستگی اور سیاسی اختلافات کو بالائے طاق رکھ دیں گے اور پاکستانی کی حیثیت سے پاکستان کے دفاع کیلئے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ہونگے۔ اب دوسری جماعتوں کو بھی چاہئے کہ جس خلوص، محبت اور نیک نیتی کے ساتھ ملک کے نام پر الطاف حسین نے اپیل کی ہے، دیگر سیاسی و مذہبی جماعتیں بھی اسی نیک نیتی اور محبت سے جواب دیں۔

☆☆☆☆☆